سبق نمبر19

پرانی موٹر

شاعر کا تعارف

سید ضمیر جعفری ۱۹۱۸ء میں ضلع جہلم کے گاؤں چک عبدالخالق میں سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے میٹرک جہلم اور انٹرمیڈیٹ کا امتحان گورنمنٹ کالج اٹک سے پاس کیا۔ بی-اے کے لیے اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ لاہور نے ان کے ادبی ذوق کو جلا بخشی۔ چراغ حسن حسرت کے رسالے ''شیرازہ'' میں لکھنے لگے۔ ضمیر جعفری نے ملازمت کی ابتدا کلرکی سے کی لیکن جلد ہی وہ فوج میں چلے گئے اور میجر کے عہدے تک پہنچے۔ ضمیر جعفری نے سنجیدہ غزلیں اور نظمیں بھی لکھی ہیں لیکن ان کا اصل میدان مزاحیہ شاعری ہے۔ ان کے ہاں طنز نگاری اور مضحک صورت حال سے مزاح پیدا کرنے کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔ اڑتے خاکے، لہو ترنگ، مافی الضمیر، کتابی چہرے، جزیروں کے گیت، گورخند اور نشاطِ تمنا اور قریۂ جاں ان کی اہم کتب ہیں۔ سید ضمیر جعفری ۱۲ مئی ۱۹۹۹ء کو فوت ہوئے۔

مرکزی خیال

اس نظم میں شاعر پرانی گاڑی کی صورتحال مزاحیہ انداز میں بیان کرتا ہے کہ جب پرانی گاڑی چلتی ہے تو ساتھ ساتھ ندامت بھی چلتی ہے۔ سارا بازار اس کی سست رفتاری اور شور سنتا اور جملے کستا ہے۔ یہ لوگوں کی دعاؤں، بیل کے کھینچنے اور دھکا لگوانے سے چلتی ہے۔ اس میں چند پرزے ابھی بھی پرانے ہیں۔ یہ مرغی سے ٹکرا جائے تو چکرا جاتی ہے۔

خلاصہ

نظم پرانی موٹر مزاحیہ انداز میں پرانی گاڑی کی صورتحال کی عکاسی کرتی ہے۔ پرانی گاڑی جب چلے تو شرمندگی ساتھ چلتی ہے۔ سارا بازار دیکھ رہا ہوتا ہے کہ خراب اور شور کرنے والی گاڑی آ گئی ہے۔ گاڑی کا شور اس کی آمد کی خبر دیتا ہے۔ پرانی گاڑی انجن سے کم، التجاؤں اور دعاؤں سے زیادہ چلتی ہے۔ یہ خراب اور ٹوٹی پھوٹی ہونے کے باوجود نغمے سناتی ہے، یہ پرانی گاڑی پرانے ماڈل کی گاڑیوں میں ایک مقام رکھتی ہے۔ اس کے کافی پرزے تبدیل کروائے جا چکے ہیں مگر ابھی بھی اس میں کچھ پرانے پرزے موجود ہیں۔ زندگی کے غموں میں ایک نوبت یہ بھی آتی ہے کہ اتنی بڑی گاڑی جب چھوٹی سی مرغی سے ٹکراتی ہے تو بوکھلا سی جاتی ہے۔ خدارا کوئی چیز اتنی پرانی نہ ہو۔ کبھی ٹائر کا پیغام آتا ہے کہ رک جاؤ، مشکل راستہ آیا ہے۔

اشعار کی تشریح

بند نمبر۱۔

یہ چلتی ہے تو دو طرفہ ندامت، ساتھ چلتی ہے
بھرے بازار کی پوری ملامت، ساتھ چلتی ہے
بہن کی التجا، ماں کی محبت، ساتھ چلتی ہے
وفائے دوستاں بہرِ مشقت، ساتھ چلتی ہے
بہت کم اس ''خرابے'' کو خراب انجن چلاتا ہے
عموماً زورِ دستِ دوستاں ہی کام آتا ہے

حوالہ متن: **نظم کا نام:** پرانی موٹر
شاعر کا نام: سید ضمیر جعفری

تشریح: اس بند میں شاعر کہتا ہے کہ پرانی موٹر کار جب چلتی ہے تو ساتھ ساتھ شرمندگی بھی چلتی ہے۔ اس کے چلنے سے پورے بازار میں آواز اور شور پیدا ہوتا ہے۔ گاڑی کا شور اس کی آمد کی خبر دیتا ہے۔ کبھی یہ ماں کی محبت اور کبھی بہن کی درخواست پر چلتی ہے اور کبھی کبھار اسے دوستوں سے دھکا لگوا کر چلانا پڑتا ہے۔ اس ٹوٹی پھوٹی گاڑی کو انجن کم اور زور آزمائی سے زیادہ چلایا جاتا ہے۔

بند نمبر۲۔

کبھی بیلوں کے پیچھے جوت کر چلوائی جاتی ہے
کبھی خالی خدا کے نام پر کھچوائی جاتی ہے
پکڑ کے بھیجی جاتی ہے، جکڑ کے لائی جاتی ہے
وہ کہتے ہیں کہ اس میں پھر بھی موٹر پائی جاتی ہے
اذیت کو بھی اک نعمت سمجھ کر شادماں ہونا
تعالی اللہ یوں انساں کا مغلوبِ گماں ہونا

حوالہ متن: **نظم کا نام:** پرانی موٹر

شاعر کا نام: سید ضمیر جعفری

تشریح: اس بند میں شاعر کہتا ہے کہ کبھی اسے بیلوں کے پیچھے باندھ کر چلوایا جاتا ہے تو کبھی کسی کو خدا کا واسطہ دے کر اس سے دھکا لگوایا جاتا ہے۔ اگرچہ اس میں موٹر پائی جاتی ہے مگر پھر بھی کبھی اسے پکڑ کر لایا جاتا ہے تو کبھی جکڑ کر لایا جاتا ہے۔ واہ واہ! اس گمان کا انسان پر غالب آنا کہ اذیت کو بھی نعمت سمجھ کر خوش ہونا چاہیے۔

بند نمبر ۳۔

شکستہ ساز میں بھی سحر نغمات رکھتی ہے
توانائی نہیں رکھتی مگر جذبات رکھتی ہے
پرانے ماڈلوں میں کوئی اونچی ذات رکھتی ہے
ابھی پچھلی صدی کے بعض پرزہ جات رکھتی ہے
غم دوراں سے اب تو یہ بھی نوبت آگئی، اکثر
کسی مرغی سے ٹکرائی تو خود چکرا گئی، اکثر

حوالہ متن: **نظم کا نام:** پرانی موٹر

شاعر کا نام: سید ضمیر جعفری

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اس ٹوٹی پھوٹی خراب موٹر میں بھی نغمات سننے کو ملتے ہیں یعنی شاعر اس کو طنز و مزاح کے پہلو سے بیان کر رہا ہے کہ اس میں سے طرح طرح کی آوازیں سننے کو ملتی ہیں۔ اگرچہ یہ گاڑی پرانے ماڈلوں کی گاڑیوں میں ایک اونچا مقام رکھتی ہے اور اس میں کچھ پچھلی صدی کے پرزے بھی پائے جاتے ہیں۔ زندگی کے غموں میں ایک یہ غم بھی شامل ہے کہ جب یہ کسی مرغی سے ٹکراتی ہے تو خود چکرا جاتی ہے۔

بند نمبر ۴۔

ہزاروں حادثے دیکھے زمانی بھی مکانی بھی
بہت سے روگ پالے ہیں زراہ قدر دانی بھی
تجل اس سخت جانی پر ہے مرگ ناگہانی بھی
خداوندا نہ کوئی چیز ہو اتنی پرانی بھی
کبھی وقت خرام آیا تو ٹائر کا سلام آیا
"ذرا تھم اے رہ رو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا"

حوالہ متن: **نظم کا نام:** پرانی موٹر

شاعر کا نام: سید ضمیر جعفری

تشریح: آخری بند میں شاعر کہتا ہے کہ اس پرانی گاڑی نے کئی حادثات دکھائے ہیں۔ یہ درحقیقت ایک روگ ہے اور بے وقت موت ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ کوئی چیز اتنی بھی پرانی نہ ہو جتنی پرانی یہ موٹر کار ہے۔ کبھی اس کی رفتار دھیمی ہو جاتی ہے تو کبھی ٹائر کا سلام آتا ہے کہ اے سوار! تھوڑا رک جا کوئی اونچا نیچا مشکل مقام آیا ہے۔

پڑھنے سے پہلے پوچھیے

○ **آج کے دور میں کون کون سی سواریاں دستیاب ہیں؟**

جواب: آج کے دور میں سائیکل، موٹر سائیکل، گاڑیاں، ریل گاڑی، جہاز، رکشے، سمندری جہاز وغیرہ دستیاب ہیں۔

○ **پرانی گاڑی کیا مسائل پیدا کرتی ہے؟**

جواب: پرانی گاڑی آواز بہت پیدا کرتی ہے، کبھی دھکا لگوانا پڑتا ہے تو کبھی ٹائر پھٹ جاتا ہے، کبھی پنکچر ہو جاتا ہے، کبھی کوئی پرزہ خراب ہو جاتا ہے تو کبھی بریک کام نہیں کرتی۔ ایسی خراب گاڑی ندامت کا سبب بنتی ہے۔

اہم الفاظ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خرابہ	مصیبت/ خراب چیز	مغلوب گماں	قابل یقین، یقین کی حد تک گمان کا شکار ہونا
دستِ دوستاں	دوستوں کا ہاتھ	شکستہ ساز	خراب/ ٹوٹی ہوئی
اذیت	تکلیف	غم دوراں	زندگی کے غم
شادماں	خوش	مرگِ ناگہانی	بے وقت کی موت

www.downloadclassnotes.com

پڑھنے کے دوران میں

ا۔ دیے گئے سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) محشر نغمات سے کیا مراد ہے؟

جواب: نغمات کی بھرمار یعنی ٹوٹی ہوئی حالت میں بھی بہت سے گانے گاتی ہے۔

(ب) زور دست دوستن اور پرانی موٹر کے چلنے میں کیا تعلق ہے؟

جواب: کیونکہ پرانی موٹر انجن کے زور سے تو کم ہی چلتی ہے زیادہ تر اسے دوست احباب دھکا لگا کر ہی چلاتے ہیں۔

مشق

پڑھیے اور سمجھیے

ا۔ دیے گئے سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) پرانی موٹر کو چلاتے ہوئے دعاؤں کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟

جواب: پرانی موٹر کو چلاتے وقت دعاؤں کی ضرورت اس لیے پڑتی ہے کہ یہ صحیح سلامت اپنی منزل تک پہنچ جائے کیونکہ اس کے منزل تک پہنچنے کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ اس کی حالت ہی ایسی ہو چکی ہے کہ کبھی اس کا ٹائر پھٹ جاتا ہے، کبھی پنکچر ہو جاتی ہے، کبھی بریک کام نہیں کرتی۔ یہ انجن کے سہارے کم اور دعاؤں کے سہارے زیادہ چلتی ہے۔

(ب) پرانی موٹر کو کس طرح منزل تک لایا جاتا ہے؟

جواب: یہ کبھی بیلوں کے پیچھے باندھ کر لائی جاتی ہے تو کبھی لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے نام پر مدد لے کر دھکا لگوایا جاتا ہے۔ کبھی دوسری گاڑی کے ساتھ باندھ کر دھکا لگوایا جاتا ہے۔ کبھی دوستوں سے دھکا لگوایا جاتا ہے۔

(ج) اگر پرانی موٹر، مرغی سے ٹکرا جائے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

جواب: اگر پرانی موٹر، مرغی سے ٹکرا جائے تو یہ خود چکرا جاتی ہے، حواس باختہ ہو جاتی ہے۔

(د) شاعر نے پرانی موٹر کی کیا خصوصیات بیان کی ہیں؟

جواب: شاعر کہتا ہے کہ جب یہ چلتی ہے تو شرمندگی بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہے یعنی اسے چلانے والا اسے چلانے کے ساتھ ساتھ شرمندہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ اس کی بھیانک اور اونچی آواز سے سب لوگ تنگ پڑتے ہیں۔ بازار میں پتہ چل جاتا ہے کہ پرانی گاڑی آ رہی ہے۔ یہ احباب کے زور لگانے سے زیادہ اور انجن سے کم چلتی ہے۔ کبھی بیلوں سے کھنچوائی جاتی ہے۔ یہ سہولت کم اور اذیت زیادہ ہے۔ پرانے ماڈلوں میں اس کی ذات اونچی ہے۔ پرانے زمانے کے بعض پرزہ جات ابھی بھی اس میں موجود ہیں۔

(ہ) نظم کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں لکھیں۔

جواب: دیکھیے نظم کا مرکزی خیال۔

۲۔ نظم کے مطابق درج ذیل مصرعے مکمل کریں۔

- وفائے دوستاں بہر **مشقت**، ساتھ چلتی ہے
- بہن کی التجا، **ماں** کی محبت، ساتھ چلتی ہے
- پرانے ماڈلوں میں کوئی اونچی **ذات** رکھتی ہے
- کسی **مرغی** سے ٹکرائی تو خود چکرا گئی، اکثر
- ہزاروں حادثے دیکھے **زمانی** بھی مکانی بھی

سنیے اور بولیے

۳۔ درج ذیل اشعار اپنے ساتھی کو سنائیں اور اس میں موجود پیغام پر بات کریں۔

بسوں میں بکتی ہوئی شے، خرید مت لینا
کہیں یہ سوچتے رہ جاؤ زندگی نہ رہی
بس ایک بار ان آنکھوں میں سرمہ ڈالا تھا
پھر اس کے بعد، چراغوں میں روشنی نہ رہی

جواب: ان اشعار میں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ بسوں میں بکنے والی چیزیں خریدنے سے بچنا چاہیے۔ ان کے معیار کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ یہ غیر معیاری، باسی، گندی اور نقصان دہ ہوتی ہیں۔ ان مضر اشیاء کے کھانے سے جان بھی جا سکتی ہے۔ بعد میں افسوس کرنے سے

زندگی واپس نہیں آئے گی۔ اگر کوئی سرمہ خرید کے آنکھوں میں لگایا جائے تو سرمے کے غیر معیاری ہونے کی وجہ سے انسان اندھا بھی ہو سکتا ہے۔

۴۔ آپ کے یا کسی دوست کے ساتھ پیش آنے والا مزاحیہ واقعہ اپنے ساتھی کو سنائیں۔

جواب: میرے ایک دوست اردو کے استاد کے لیے انٹرویو کر رہے تھے اور ساتھ سگریٹ پی رہے تھے کہ ایک صاحب انٹرویو دینے کے لیے تشریف لائے۔ دوست نے انہیں بیٹھنے کا کہا اور اردو میں کوئی جملہ سنانے کا کہا تو ان صاحب نے کہا کوئی بھی جملہ کہہ سکتا ہوں تو دوست نے کہا، جی! کچھ بھی اردو میں بولیں۔ تو ان صاحب نے کہا: "سگریٹ کے ایک سرے پر آگ اور دوسرے سرے پر احمق ہوتا ہے۔"

۵۔ درج ذیل فعل ماضی کی اقسام کے جملے بنائیں۔

جواب:

فعل ماضی کی اقسام	جملے
ماضی مطلق	اختر نے ایک رات میں کتاب ختم کی
ماضی قریب	انور نے ہاکی میچ دیکھا ہے
ماضی بعید	احمد اپنا ہوم ورک ختم کر چکا تھا۔
ماضی استمراری	سفر کے دوران اکرم رات برتھ پر سوتا رہا تھا۔
ماضی شکیہ	ہمارے سکول کی ٹیم نے میچ جیتا ہوگا۔
ماضی تمنائی	اگر اسکے پاس رقم ہوتی تو وہ کار خرید لیتا۔

سوچیے اور لکھیے

۶۔ ٹی وی پر نشر ہونے والے اپنے پسندیدہ مزاحیہ پروگرام پر تبصرہ لکھیں۔

جواب: ٹی وی پر نشر ہونے والا پسندیدہ پروگرام ففٹی ففٹی ہے جو پاکستان ٹیلی وژن سے کئی سال نشر ہوتا رہا۔ اس پروگرام کو انور مقصود نے لکھا اور اسمیں بڑے بڑے فنکاروں معین اختر، اسمٰعیل تارا، زیبا شہناز اشرف خان وغیرہ نے اسے فن کا مظاہرہ کیا۔ یہ ایک انتہائی مقبول پروگرام تھا جسکوں ہر طبقہ عمر کے لوگوں میں پذیرائی رہی۔ معاشرے کے بے پناہ مسائل کو مزاحیہ انداز میں پیش کیا گیا۔ اور اصلاح کی کوشش کی گئی۔ اس پروگرام کا معاشرہ پر بھرپور اثر ہوا اور عوام الناس کے ایک بڑے طبقے کو اس پروگرام کا انتظار رہتا تا کہ وہ اپنے ذاتی مسائل کو ایک طرف رکھتے ہوئے چند لمحے اس پروگرام کو دیکھ کر محظوظ ہوں اور گھر والوں کے ساتھ ایک اچھی تفریح دیکھیں۔ اس پروگرام کو دیکھتے ہوئے لوگ انتہائی خوشی محسوس کرتے۔ مسکرائیں بکھیرتے اور قہقہے لگا کر اپنا غم غلط کرتے اور کچھ دیر کے لئے اپنے دکھوں اور غموں کو بھول جاتے۔ یہ پروگرام معاشرے کے ہر طبقے کے مسائل کو نہایت عمدہ مزاحیہ انداز میں پیش کرتا۔ اور اسکا حل بھی لوگوں کے سامنے لاتا۔ لوگوں میں اسکی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ ایک قسط ختم ہونے کے بعد دوسری قسط کا بے صبری سے انتظار رہتا۔ آج بھی یہ پروگرام اگر نشر مکرر کے طور پر پی ٹی وی سے نشر ہو تو اسکی مقبولیت اور پسندیدگی کا وہی عالم ہوتا ہے جو شروع میں تھا کیونکہ لوگ اپنی دکھوں اور مسائل سے بھرپور زندگی کے چند لمحے ہنس کر اور مسکراہٹوں سے بسر کرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لئے ففٹی ففٹی سے بڑھ کر کوئی مزاحیہ پروگرام نہیں۔ تمام کرداروں نے اس مزاحیہ پروگرام میں بھرپور ایکٹنگ کی اور عوام میں ان کرداروں پر چھاپ لگ گئی۔ عوام میں اس پروگرام کی اسقدر پذیرائی ہے کہ آج بھی اسکے کردار زبان زد عام ہیں اور انہیں ہمیشہ ہر جگہ محبتوں سے نوازا جاتا ہے۔

۷۔ پرنسپل کے نام اپنے بھائی کی شادی میں شرکت کے لیے چھٹی کی درخواست لکھیں۔

بخدمت جناب پرنسپل صاحب، گورنمنٹ بوائز ہائی سکول، اسلام آباد۔

جناب عالی!

گزارش ہے کہ میرے بڑے بھائی کی شادی ہے۔ شادی مورخہ ۱۰ اپریل ۲۰۲۲ء کو طے پائی ہے۔ مہربانی فرما کر مجھے شادی میں شرکت کے لیے تین دن (۱۰ اپریل تا ۱۲ اپریل ۲۰۲۲ء) کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

عین نوازش ہوگی۔

العارض

آپ کا تابع فرمان شاگرد

ا۔ب۔ج

تاریخ: ۱۹ اپریل ۲۰۲۲ء

غور کیجیے

۸۔ آپ کار، بس اور ہوائی جہاز میں سے کس پر سفر کرنا پسند کرتے ہیں؟ اس پسندیدگی کی وجہ بھی بیان کریں۔

جواب: میں ہوائی جہاز میں سفر کرنا پسند کرتا ہوں کیونکہ ہوائی جہاز کا سفر جلد طے ہو جاتا ہے، وقت بچ جاتا ہے اور وقت دنیا کی سب سے قیمتی شے ہے۔ ہوائی جہاز کا سفر کار، بس کی نسبت آرام دہ بھی ہوتا ہے۔ اس میں قدرت کے مناظر کو قریب سے دیکھنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ ہوائی جہاز میں پوری دنیا بھی گھومی جا سکتی ہے جبکہ کار اور بس میں ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔

عمل کیجیے

۹۔ کسی کتب خانے سے مزاحیہ شاعری کی کتاب لے کر اپنی پسند کی مزاحیہ نظم اپنے دوستوں کو سنائیں۔

جواب: **مزاحیہ نظم**

جو بھی ہو، کرے شوق سے، ہر کام فٹافٹ
بدلے میں جسے دیں، کوئی انعام فٹافٹ
لنگور نہیں میں نے تو منگوائے تھے انگور فٹافٹ
الٹا ہی سمجھتا ہے تو، پیغام فٹافٹ

سنتے ہیں کہ اب، ایسی بھی ممکن ہے سجاوٹ
آلو ہی بھی صورت کا، بنے آم فٹافٹ
نقصان کرے اب جو کوئی، آپ ہی اپنا
حالات کو بھی دے وہی، الزام فٹافٹ

یہ گھوڑے کی دم سا، نہ بنا، بالوں کا انداز
چل ڈھونڈ لے جا کر، کوئی حجام فٹافٹ
جواد، جو گپی ہے تو بن، ٹی-وی کا ''اینکر''
گپ شپ کے بھی لے خوب، درم دام فٹافٹ

سبق نمبر 20

ٹریفک کے اصول و آداب

مرکزی خیال

اردو کے استاد کی طرف سے ٹریفک کا مشاہدہ کرنے اور اپنے تاثرات لکھنے کا کام تفویض ہونے پر پانچ دوست ایک روزہ مشاہدے کے لیے نکلے۔ اس دوران انہوں نے کئی جگہوں کا رخ کیا جن میں جی نائن مرکز، شاہراہ سہروردی، آغا شاہی ایونیو، ایف نائن، پارلیمنٹ ہاؤس، آئی جے پی روڈ آئی ایٹ، فیض آباد چوک، فیصل ایونیو شامل ہیں۔ جہاں مختلف جگہوں پر مختلف قسم کی بدنظمی نظر آئی۔ مشاہدے کے بعد انہوں نے ٹریفک پولیس کے ایک افسر سے بات چیت بھی کی اور کم و بیش چار گھنٹے کے مشاہدے کے بعد انہوں نے سکول واپس آ کر اپنے مشاہدات اور تاثرات تحریر کر کے استاد صاحب کو جمع کروائے اور شاباش وصول کی۔

خلاصہ

اردو کے استاد صاحب نے اسلام آباد میں ٹریفک کا مشاہدہ کرنے اور اپنے تاثرات لکھنے کا کام سونپا۔ میں اپنے دوستوں اصغر، سلیم، شاہد اور تنویر کے ساتھ ایک روزہ ٹریفک مشاہدے کے لیے اسکول سے نکلا۔ سب سے پہلے ہم جی نائن گئے۔

جی نائن

ٹریفک پولیس کے دفتر کے پاس ہم نے دیکھا کہ سڑک کنارے کئی گاڑیاں غلط طریقے سے کھڑی کی گئی تھیں جس سے ٹریفک کی روانی میں خلل پڑ رہا تھا۔ پارکنگ ایریا میں کوئی ٹریفک اہلکار نظر نہیں آیا۔ اکثر موٹر سائیکل چلانے والے ہیلمٹ کے بغیر ڈرائیونگ کر رہے تھے۔ بہت کم ڈرائیور حضرات پیدل سڑک پار کرنے والوں کو راستہ دیتے تھے۔ بعض ڈرائیور تو لمبے ہارن بجا کر پیدل چلنے والوں کو پریشان کر رہے تھے۔ کئی ڈرائیوروں نے تو سیفٹی بیلٹ بھی نہیں باندھی ہوئی تھی۔

www.downloadclassnotes.com